اعلی حضرت کا تذکرۂ دل نواز قرآن، حدیث اور میتھ کی
روشنی میں خطباتِ شفیقی جلد دوم کا ایک منفرد بیان بنام

اعلی حضرت کا چرچا رہے گا

- اولیاء اللہ کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں
- تذکرے باقی رہنے کے چند اسباب
- اولیاء فنا ہو کر 9 کا عدد بن جاتے ہیں۔
- 9 کے عدد کی چار عجیب باتیں
- اعلیٰ حضرت کے پاس سب کچھ ہے
- تعارف اعلیٰ حضرت



مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ، دہلی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اعلی حضرت کا تذکرۂ دل نواز قرآن، حدیث اور میتھ کی روشنی میں خطباتِ شفیقی جلد دوم کا ایک منفرد بیان بنام

اعلی حضرت کا چرچا رہے گا

آپ اس بیان میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆... درود شریف کی انوکھی فضیلت

☆... اولیاء اللہ کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں؟

☆... بادشاہوں کے مقبروں کا حال

☆... اولیاء کے مزاروں کا حال

☆... تذکرے باقی رہنے کے چند اسباب

☆... اولیائے کرام کے تذکرے زمین و آسمان میں

☆... فنا ہو کر 9 کا عدد بن جاتا ہے

☆... اس لیے مخلوق اولیاء کا عرس مناتی ہے

☆... اولیاء پر رب نوازشات

☆... 9 کے عدد کی چار عجیب باتیں

☆... اعلی حضرت کے پاس سب کچھ ہے

☆... بارگاہِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مشین عطا ہوئی

☆... اعلی حضرت کے سونے کا منفرد انداز

☆... اعلی حضرت کے فنا فی الرسول ہونے کی دلیل

☆... ہر وقت نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ثنا

☆... دورانِ میلاد بیٹھنے کا انداز

☆... تعارفِ اعلی حضرت

☆... منقبتِ اعلی حضرت

خطیب: ابوشفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ

اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی انوکھی فضیلت

آج میں آپ کے سامنے درودِ پاک کی فضیلت میں ایسی حدیث پاک بیان کرنے لگا ہوں جس کو آپ نے بارہا سنا ہو گا، لیکن اس کے پیچھے جو راز پوشیدہ ہے اس کے بارے میں شاید ہی آپ کا خیال گیا ہو گا۔

حافظ محمد شرفُ الدین عبدالمؤمِن بن خَلف دِمیاطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب **"اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ"** میں **"مسند احمد بن حنبل"** کے حوالے سے اس حدیث کی تخریج کی ہے چنانچہ:

حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج آپ بہت خوش نظر آرہے ہیں؟" فرمایا: "میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور مجھ سے عرض کیا کہ

آپ کا جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ پاک اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹادے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور اس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔" (مسند احمد، حدیث ابی طلحۃ، رقم ۱۶۴۵۲، ج۵، ص۵۰۹)

اے عاشقانِ رضا! اس حدیثِ پاک سے پتا چلا کہ اللہ پاک درودِ پاک پڑھنے والے کو چار چیزیں عطا فرماتا ہے:

(۱)۔۔۔اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا یعنی اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔

(۲)۔۔۔دس گناہ جو اس نے ماضی میں کئے، مٹادے گا۔ یعنی معاف ہو جائیں گے۔

(۳)۔۔۔اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔ یعنی جنت میں اس کے دس درجات بلند ہوں گے۔

(۴)۔۔۔اللہ پاک درود پڑھنے والے پر اتنی ہی یعنی دس رحمتیں بھیجے گا۔

یہ راز پوشیدہ ہے

درودِ پاک کی اس فضیلت میں جو راز پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں سب سے پہلے نیکیوں کے ملنے، پھر گناہوں کے مٹائے جانے، پھر درجات کے بلند ہونے کو کیوں بیان فرمایا؟ یعنی یہ ترتیب ہی کیوں؟ اس کے برعکس یعنی الٹا کیوں نہیں؟

کہ پہلے گناہ کے مٹنے کو بیان کیا جاتا پھر نیکیوں کے ملنے اور آخر میں درجات کی بلندی کو بیان کیا جاتا، یا پہلے درجات کی بلندی، پھر گناہوں کے مٹنے اور آخر میں نیکیوں کے ملنے کا تذکرہ کیا جاتا، مگر اس ترتیب کو چھوڑ کر پہلے نیکیوں کے ملنے، پھر گناہوں کے مٹنے اور اس کے بعد میں درجات کے بلند ہونے کو بیان کیا گیا۔ اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ پہلے زمانۂ حال میں

ملنے اور پھر ماضی میں کئے ہوئے گناہوں کی بھرپائی، اور پھر مستقبل میں درجات کی بلندی کی بات کی گئی ہے۔

سوال یہ ہے

اب سوال یہ ہے کہ اسلام کے جہاں ہر فرمان میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، تو اس فرمان میں کون سی حکمت پوشیدہ ہے؟

یہ تھا سوال، اب اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں کیا حکمت اور کیا راز ہے؟ اے عاشقانِ رضا! اس میں بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے، اور یہ حکمت انسانی حالت کے مطابق، اس کی نفسیات کے مطابق، اور عقل و شعور کے مطابق و موافق ہے، اور اس حکمت سے یہ بھی پتا چلے گا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو معاشرے کی مکمل معرفت ہے، اور ان کا ایک ایک فرمان زندگی آفریں اور مشعلِ راہ ہے۔

انسان کی حالت وعادت

اس حکمت کو سمجھنے کے لئے پہلے انسان کی حالت وعادت کو سمجھنا پڑے گا، اور وہ یہ کہ ایک شخص جو کہ بڑا امیر و کبیر تھا، جس کے پاس بے شمار دولت تھی، اور وہ بڑے عالیشان محلات اور بے شمار جائداد کا مالک تھا، جن سے عیش و تَنَعُّم خوب جھلک رہا تھا، ہر وقت دروازے پر نوکروں کا جھرمٹ رہتا تھا۔

سب کچھ جاتا رہا

مگر یکایک فنا کا بادَل گرجا، آفت و مصیبت کی آندھی چلی اور دنیا میں تادیر خوشحال رہنے کی اُمیدیں خاک میں مل کر رہ گئیں، مسرتوں اور شادمانیوں سے ہنستے بستے گھر کو تباہی

نے آ لیا، وقت کی مار ایسی پڑی کہ اس سے یہ ساری چیزیں جاتی رہیں، اور روشنیوں سے جگمگاتے قُصُور (یعنی محلات) سے گھپ اندھیری جھونپڑی میں منتقل ہو گیا۔ کل تک اَہل وعیال کی رونقوں میں شاداں ومسرور تھا مگر آج لکڑی کی وَحشت ناک چھوپڑی اور تنہائیوں میں مغموم ورَنجور ہے ، یعنی یوں کہہ لیجئے کہ کل کا کروڑپتی آج کا روڈپتی بن گیا، یہاں تک کہ ایک وقت کا کھانا، اور ستر چھپانے کے لئے کپڑا تک نہ رہا، بالکل کنگال وخستہ حال ہو گیا۔ بھوک وپیاس سے بیتاب ہے، جسم برہنہ ہے۔

اب اس کو کس چیز کی فکر ہوگی؟

اب آپ بتایئے ! کیا اس کو اپنے ماضی کی فکر ہو گی، مستقبل کی فکر ہو گی ؟ نہیں نا! وہ تو سوچے گا میرا ماضی درست ہو یا نہ ہو، میرا مستقبل صحیح ہو یا نہ ہو، میرا صرف حال صحیح ہو جائے، مجھے ابھی کچھ کھانے ، پینے کو مل جائے جس سے میں اپنی جان بچا سکوں ، کوئی کپڑا مل جائے جس سے میں اپنا ستر چھپا سکوں، نہ اس کو اپنے ماضی کی یاد اور نہ مستقبل کی فکر، اگر فکر ہے تو اپنے زمانۂ حال کے درست ہونے کی فکر ہے۔

اب ماضی کی یاد ستائے گی

اچھا! اس کے کھانے پینے اور ستر چھپانے کا انتظام ہو گیا، اس کا حال درست ہو گیا، تو اب اس کے دل میں کیا خیال آئے گا؟ اب اس کے دل میں یہ خیال آئے گا کہ میری ماضی میں ضائع ہونے والی دولت مجھے مل جائے، جو مجھے نقصان ہوا ہے اس کی بھرپائی ہو جائے، میرا کھویا ہوا وقار، اقتدار، افتخار، مل جائے ، میرا ماضی درست ہو جائے۔ سب سے پہلے فکر تھی حال کی ، جب حال درست ہوا، فوراً ماضی کی یاد ستانے لگی۔

اب مستقبل کی یاد ستائے گی

اچھا جناب! چلیئے، اس کا ماضی بھی درست ہو جائے، اس کا لٹا ہوا تمام مال و دولت، عزت و وزارت، حکومت و صدارت سب واپس مل جائے، تو اب کیا ہو گا؟ اب اس کو فوراً اپنے مستقبل کی یاد ستائے گی، کہ اب میرا حال بھی درست ہو گیا، میرا ماضی بھی درست ہو گیا، اب مجھے اپنے مستقبل کو درست کرنا چاہیئے۔ جن وجوہات کی وجہ سے مجھے غربت و افلاس کی حالت پیش آئی تھی ان سے بچ کر چلنا چاہیئے تاکہ پھر کبھی ایسے حالات نہ دیکھنے پڑیں اور میں ہمیشہ خوشحال و مالدار رہوں۔

انسان کی حالت کے پس منظر میں حدیث

آپ دیکھیں آدمی کو پہلے حال کی فکر، پھر ماضی کی فکر اور پھر مستقبل کی فکر ہوتی ہے، یہ انسان کی فطرت ہے، اس کی عادت ہے، اب اسی قاعدے اور قانون کو سامنے رکھ کر میرے نبی، آپ کے نبی، ہمارے نبی، اللہ کے آخری نبی، محمدِ عربی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی حدیث ملاحظہ کیجئے: "جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا اللہ پاک اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹادے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور اس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔"

تینوں حالتیں درست

اَللّٰہُ اَکْبَر! نیکی کے ملنے کی بات پہلے کی، اور ملنا یہ زمانۂ حال کا درست ہونا ہے جیسے کہ اس کنگال شخص کو پہلے کچھ ملا، پھر ماضی میں کئے ہوئے گناہوں کو مٹانے کی بات کی، اور یہ پچھلے گناہ مٹانا، زمانۂ ماضی کا درست ہونا ہے، پھر آخر میں جنت کے اندر درجات کی بلندی کی بات کی،

اور جنت ابھی نہیں ملے گی بلکہ وہ تو مستقبل میں ملے گی، لہذا یہ زمانۂ مستقبل کا درست ہونا ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَر! اے عاشقانِ رسول! قربان جایئے، اللہ کے آخری نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر، کہ جو آپ ﷺ پر درودِ پاک پڑھتا ہے، آپ پر درود پڑھنے کی برکت سے پڑھنے والے کی تینوں حالتیں درست ہو جاتی ہیں۔ کتنا پیارا کلام ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تبھی تو اعلی حضرت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

اتنا ہی نہیں بلکہ اور کچھ

اور یہی نہیں، بلکہ آگے بھی فرمان موجود ہے، فرمایا: "اللہ تعالی اس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔" اَللّٰہُ اَکْبَر! درودِ پاک پڑھنے والے پر رب تعالی کی کتنی عطائیں ہیں کتنی کرم نوازیاں ہیں۔ میرے اعلی حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت لکھتے ہیں:

برستا نہیں دیکھ کر اَبرِ رَحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

اب آئی شفاعت کی سَاعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

قلبِ سنّی ہمیشہ کہے گا اعلی حضرت کا چرچا رہے گا

ڈنکا ان کا بجا ہے بجے گا اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

اولیاء اللہ کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں؟

اے عاشقانِ رضا! آج کی نشست میں ہم بالعموم اس موضوع پر گفتگو کریں گے کہ اولیائے کرام رحمہم اللہ السلام کا چرچا اور ذکر ان کے وفات کے بعد بھی کیوں باقی رہتا ہے؟ صدیاں گزرنے کے بعد بھی زمانہ ان کی منقبت، ان کی تعریف کر رہا ہے؟ اور بالخصوص اس موضوع پر گفتگو کریں گے کہ اعلیٰ حضرت کا چرچا کیوں رہے گا؟ آخر کیا وجہ ہے؟ جس کو دیکھو وہی اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت کر رہا ہے، منقبت رضا گنگنا رہا ہے، اور کہہ رہا ہے:

اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

حالانکہ بڑے بڑے بادشاہ، وزراء، امراء، دانشوران، بڑے بڑے تاج و تخت کے ممبران کا ذکر کوئی نہیں کرتا، ان کی قبروں پر کوئی نہیں جاتا۔

اور ادھر اولیائے کرام کو دیکھئے کہ ان کی مزاروں میں میلا لگا ہوا ہے۔

بادشاہوں کے مقبروں کا حال

شاہانِ ہند میں سے ایک جہانگیر بھی گزرا ہے، جس کے اشارے پر ہندوستان کی تقدیر لکھی ہوئی تھی، مگر جب مرا، تو آپ اس کے مقبرے کو دیکھ لیجئے، جہاں آج بھی حسرتیں برستی ہیں، رات کو تو وہاں اندھرا ہوتا ہی ہے، دن کو بھی وہاں کوئی قرآن پڑھنے والا نہیں ملتا، تاش کھیلنے والوں کی ٹولیاں تو ملیں گی، تمہیں وہاں لوگ گھومتے پھرتے تو نظر آئیں گے، لیکن تمہیں وہاں کوئی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہوا نظر نہیں آئے گا، یہ ایسے شہنشاہ لوگ تھے جن کے اشاروں پر

ہندوستان کی تقدیر لکھی ہوئی تھی بلکہ جہانگیر کی بیٹی زیب النساء نے ایک دیوان لکھا تھا اور اس کا ایک شعر اس کی قبر پر لکھا ہوا ہے:

بر مزارِ ما غریباں نے چراغِ نے گلے
نے پرِ پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

یعنی ہم اجڑے ہوؤں کے مزاروں پر نہ ہی کوئی چراغ جلتا ہے اور نہ کوئی پھول کھلتا ہے، اسی لیے نہ ہی پروانہ اپنا پر جلاتا ہے اور نہ ہی بلبل کی کوئی آواز سنائی دیتی ہے۔ یعنی ہمارے مزار پر ویرانی اور حسرت ویاس کے سوا کچھ نہیں۔

اولیائے کرام کی مزاروں کا حال

اَللّٰہُ اَکْبَر! یہ شہنشاہ، بادشاہ لوگ ہیں جن کا یہ حال ہے، مگر ان گنبدوں کو بھی تو دیکھو جن کے لوحِ مزار پر لکھا ہے:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

ارے مے گسارو سویرے سویرے
خرابات کے گرد پھیرے پہ پھیرے
کسی دن ادھر سے گزر کر تو دیکھو
بڑی رونقیں ہیں فقیروں کے ڈیرے

دن کو چلے جاؤ یا رات کو، کڑکتی دوپہر میں چلے جاؤ یا برستی بارش میں، چھٹی کا دن ہو یا ورکنگ ڈے (کام) ہو۔ وقت یا زمانہ کوئی بھی ہو، تمہارا جب بھی وہاں جانا ہو گا لوگوں کے سروں کا

سمندر نظر آئے گا۔

مزارِ ولی کی یہ شان دیکھی
ہزاروں کی لگتی قطار دیکھی

یہ فرق ہے دنیادار اور دیندار میں، یہ فرق ہے شاہان اور اولیائے رحمان میں، کہ وہ مر کر مٹ گئے، اور یہ مر کر جی گئے۔

تذکرے باقی رہنے کے چند اسباب ہیں

وفات کے بعد اولیائے کرام کے ذکر کے باقی رہنے کے کیا اسباب ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ ان کے تذکرے ان کی وفات کے بعد بھی باقی ہیں؟ اس میں کون سا راز ہے؟

آج میں آپ کو وہ اسباب، وہ وجہ اور وہ راز بتاؤں گا جس کی وجہ سے اولیائے کرام کے تذکرے ہوتے نہیں بلکہ خوب ہوں گے چنانچہ:

پہلا سبب

(1)۔۔۔**پہلا سبب** وہ جس کا تذکرہ بخاری و مسلم کی حدیث میں فرمانِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صورت میں موجود ہے، چنانچہ:

اولیائے کرام کے چرچے زمین و آسمان میں

حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: جب اللہ پاک کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو نِدا کی جاتی (یعنی فرمایا جاتا) ہے کہ اللہ پاک فُلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر

حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آسمانی مخلوق میں نِدا کرتے (یعنی فرماتے) ہیں کہ اللہ پاک فُلاں بندے سے محبت فرماتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین والوں (کے دِلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

(بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، ۲ / ۳۸۲، حدیث: ۳۲۰۹)

اے عاشقانِ اولیاء! اس حدیثِ پاک سے پتا چلا کہ اللہ والوں کے تذکرے زمین پر ہی نہیں ہو رہے بلکہ آسمانوں میں بھی ہو رہے ہیں۔

محبت اور تعریف میں فرق ہے

اس حدیث کو سن کر اگر کوئی یہ کہے کہ ٹھیک ہے اولیائے کرام سے محبت کرنا اچھی چیز ہے، ان کی محبت مخلوق کے دل میں مِنْ جَانِبِ اللہ یعنی اللہ پاک کی جانب سے ڈالی جاتی ہے ہمیں تسلیم ہے، مگر لوگ ان کی تعریف کے پل باندھتے ہیں، ان کی تعریف بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں، یہ تو درست نہیں ہے، محبت کرنا اور چیز ہے اور تعریف بیان کرنے میں مبالغہ کرنا اور چیز ہے، لہذا ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

اس اعتراض کا جواب بھی حدیث میں ہے، آیئے کنز العمال کی حدیثِ پاک سنئے:

لوگ اولیائے کرام کا چرچا کرنے لگتے ہیں

دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "کیا تم جانتے ہو کہ مؤمن کون ہے؟ مؤمن وہ ہے جو اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اللہ پاک اس کی پسندیدہ باتوں سے اس کے کانوں کو نہ بھر دے، اگر کوئی بندہ ستر مکانات (یعنی ایک مکان کے اندر دوسرا پھر تیسرا یہاں تک کہ ۷۰) کے اندر اللہ پاک سے ڈرے جبکہ ہر مکان کا

دروازہ لوہے کا ہو تو اللہ پاک اسے اس کے عمل کی چادر پہنا دیتا ہے یہاں تک کہ لوگ اس کا چرچا کرنے لگتے ہیں اور زیادتی سے کام لیتے ہیں۔" (یعنی اس کی عبادت کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں) صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ "وہ (کسی کے عمل میں) زیادتی کیسے کر سکتے ہیں؟" تو شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "یقیناً متقی اگر اپنے پوشیدہ عمل میں اضافہ کرنے کی استطاعت رکھتا تو ضرور کرتا۔

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۵۲۸۶، ج ۳، ص ۱۴)

تبھی تو ہم گنگناتے ہیں

یہ ہے وہ سبب جس کی وجہ سے مخلوق اولیائے کاملین کا تذکرہ دلنشین کرتی ہی نہیں بلکہ خوب کرتی ہے، کثرت سے کرتی ہے، اور کرتی رہے گی، تبھی تو ہم اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

جو کہ اللہ کے پیارے ولی ہیں، ہر طرف دھوم ان کی مچی ہے
ذکر ان کا نہ ہرگز رکے گا اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا
اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

(2)۔۔۔دوسرا سبب اللہ تبارک و تعالیٰ کا وہ فرمان ہے جو پارہ ۲ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۵۲ میں مذکور ہے یعنی "فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ" "تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

پس اللہ تعالیٰ اطاعت سے یاد کرنے والوں کو اپنی مغفرت کے ساتھ، شکر کے ساتھ یاد کرنے والوں کو اپنی نعمت کے ساتھ، محبت کے ساتھ یاد کرنے والوں کو اپنے قرب کے ساتھ یاد فرماتا ہے۔

بخاری شریف میں **حضرت ابو ہریرہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے **روایت ہے۔ نبیٔ کریم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے **فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوتا ہوں جو مجھ سے رکھے اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اکیلا ہی یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ بالشت بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میں گز بھر اس سے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ گز بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر اس سے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں** (یعنی جیسے اللہ کی شایانِ شان ہے یامراد یہ ہے کہ اللہ کی رحمت اس کی طرف زیادہ تیزی سے متوجہ ہوتی ہے۔)

(بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: ویحذرکم اللہ نفسہ، ۴/۵۴۱، الحدیث: ۷۴۰۵)

تیسرا سبب

(3)۔۔۔تیسرا سبب یہ ہے کہ اولیائے کرام ذاتِ باری تعالی میں فنا ہو جاتے ہیں، فنا فی اللہ کی منزل میں پہنچ جاتے ہیں، اپنے تن، من اور دھن سب کچھ اللہ کی رضا پر قربان کر دیتے ہیں ان کا اپنا کچھ باقی ہی نہیں رہتا، ان کا جینا مرنا اللہ کے لئے ہوتا ہے، اور جو اللہ تعالی کی ذات پر فنا ہو جاتا ہے اسے بقاء مل جاتی ہے، جس طرح اللہ تعالی کا ذکر ہمیشہ رہے گا، اسی کے فیضان سے ان کا بھی ذکر ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا، نسبت جو انہیں ذاتِ باری تعالی سے ہو گئی ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''دیوانِ سالک''میں لکھتے ہیں:

تیری ذات میں جو فنا ہوا
وہ فنا سے نو کا عدد بنا
جو اُسے مٹائے وہ خود مٹے
وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

فنا ہو کر نو کا عدد بن جاتا ہے

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس شعر میں یہ فرما رہے ہیں کہ جو ذاتِ باری تعالیٰ میں فنا ہو جاتا ہے تو وہ فنا ہو کر نو کا عدد بن جاتا ہے، اور نو کے عدد کو جو بھی عدد مٹانے کی کوشش کرتا ہے وہ خود مٹ جاتا ہے، مثلاً:

کل عدد نو ہیں: 1۔2۔3۔4۔5۔6۔7۔8۔9۔ اور یہی سارے اعداد کی اصل ہیں، دہائی بنانی ہے انہیں سے بنے گی، سیکڑا بنانا ہے، انہیں سے بنے گا، ہزار بنانا ہے، انہیں سے بنے گا، لاکھ، کروڑ، عرب جو بھی بنائیں انہیں اعداد سے بنیں گے، ان کے علاوہ کوئی اور عدد آپ نہیں لا سکتے۔

جو بھی عدد نو کو مٹانے آئے گا

اب ان اعداد میں سے جو بھی عدد نو کو مٹانے آئے گا وہ خود مٹ جائے گا، کیسے ؟ وہ ایسے کہ جب ایک نو کے سامنے آیا اور اپنی ساری طاقت و قوت نو کے سامنے رکھا، اور اپنے سے نو کو تولنا چاہا، اور جب آپ نے نو میں ایک کو گھٹایا تو نو میں صرف اتنا فرق آیا کہ وہ نو سے آٹھ بن گیا، اسی طرح دو کو، پھر تین کو، چار کو، پانچ کو، چھ کو، سات کو، آٹھ کو، نو میں گھٹایئے تو نو بالکلیہ ختم نہیں ہو گا بلکہ اس کا کچھ نہ کچھ وجود باقی رہے گا مثلاً:

(9-1=8) (9-2=7) (9-3=6) (9-4=5)

(9-5=4) (9-6=3) (9-7=2) (9-8=1)

لہذا نو کو کوئی بھی عدد نہ مٹا سکا۔

اگر نو سب کو مٹانا چاہے تو

اب اگر نو سب کو مٹانا چاہے تو صرف مٹاہی نہیں دے گا بلکہ ملکِ وجود سے ملکِ عدم کے کئی پردوں کے پیچھے پہنچا دے گا، مثلاً ایک میں نو کو گھٹایئے تو منفی آٹھ بچے گا، پس نو نے ایک کو عدم کے آٹھ پردوں کے پیچھے پہنچا دیا،اسی طرح دو کو عدم کے سات پردوں کے پیچھے، تین کو چھ پردوں کے پیچھے، چار کو پانچ پردوں کے پیچھے، پانچ کو چار پردوں کے پیچھے، چھ کو تین پردوں کے پیچھے، سات کو دو پردوں کے پیچھے، اور آٹھ کو عدم کے ایک پردے کے پیچھے پہنچا دیا، مثال نقشے میں ملاحظہ کیجئے:

(1-9=-8) (2-9=-7) (3-9=-6) (4-9=-5)

(5-9=-4) (6-9=-3) (7-9=-2) (8-9=-1)

اسی لئے مخلوق اولیاء کا عرس مناتی ہے

پس اولیائے کرام ذاتِ باری تعالی میں فنا ہو کر نو کے عدد کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، کہ پھر انہیں کوئی نہیں مٹا سکتا ہمیشہ باقی رہتے ہیں اسی لئے مخلوق ان کا عرس مناتی ہے اور مناتی رہے گی، ان کی شان بیان کرتی ہے اور کرتی رہے گی، منقبت پڑھتی ہے اور پڑھتی رہے گی، اعلی حضرت کا چرچا کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔

ان کی تعریف کرتے رہیں گے ان پہ مرتے ہیں مرتے رہیں گے
ان کا دیوانہ کیسے مٹے گا اعلیٰ حضرت کا چرچہ رہے گا

اس کا وہی انجام و حشر ہوگا

اب اگر کوئی اولیائے کرام کے ذکر کو مٹانے کی کوشش کرے گا، ان سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا، ان کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرے گا، تو اس کا وہی انجام و حشر ہو گا جو دیگر اعداد کا ہوا، وہ خود مٹ جائے گا، اس کا ذکر مٹ جائے گا، صرف مٹ ہی نہیں جائے گا، بلکہ عدم کے کئی پردوں کے پیچھے پہنچ جائے گا، اور وہاں سے ملکِ وجود تک پہنچنا مشکل ہی نہیں مشکل ترین ہو جائے گا۔

جو عدد نو سے مقابلہ نہیں کرتا وہی اچھا رہتا ہے، اگرچہ اس میں کوئی فضیلت پیدا نہیں ہوئی مگر کچھ نقصان بھی تو نہیں ہوا۔

دنیوی لحاظ سے فائدہ میں ہے

پس اسی طرح جو اہل اللہ سے نہیں ٹکراتا، ان سے مقابلہ نہیں کرتا، وہ دنیوی لحاظ سے فائدہ میں ہے، اور جو اہل اللہ سے ٹکرا جاتا ہے، ان سے مقابلہ کرتا ہے، ان سے لڑائی کرتا ہے، ان کی شان میں توہین کرتا ہے تو اس کا وہی انجام و حشر ہوتا ہے جو باقی اعداد کا نو سے مقابلہ کرنے کے بعد ہوتا ہے، اور یہی نہیں بلکہ اس سے تو اللہ پاک بھی اعلانِ جنگ فرما دیتا ہے، چنانچہ بخاری شریف کی حدیثِ پاک میں ہے:

جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی

سیِّدُ المبلغین، رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ:

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: "جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کروں گا، میرے کسی بندے نے میرے فرض کردہ احکام کی بجا آوری سے زیادہ محبوب شے سے میرا قرب حاصل نہیں کیا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو مَیں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور عطا فرماتا ہوں اور اگر کسی چیز سے میری پناہ چاہے تو میں اسے ضرور پناہ عطا فرماتا ہوں۔" (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث: ۶۵۰۲، ص۵۴۵)

اولیاء پر رب کی کیسی نوازشات ہیں

اَللّٰہُ اَکْبَر! کیسی عطائیں ہیں اولیاء پر رب تعالیٰ کی، کیسی نوازشات ہیں اولیاء پر رب تعالیٰ کی، تبھی تو ہم اولیائے کرام سے محبت کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

ہم کو سارے اولیاء سے پیار ہے
اِن شاءَ اللہ اپنا بیڑا پار ہے
یک زمانہ صحبتِ اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

نو کے عدد کی عجیب باتیں

اب آگے سنیئے! جو اللہ پاک کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے وہ نو کا عدد ہی کیوں بنتا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ نو کا عدد اس لئے بنتا ہے کہ نو کے عدد میں چار باتیں عجیب ہیں چنانچہ:

پہلی عجیب بات

پہلی عجیب بات: یہ کہ ایک سے آٹھ تک کی اِکائیاں کناروں کی دو، دو ملاؤ ۹ بنیں گے۔

مثلاً: 1.2.3.4.5.6.7.8.

(1+8=9) (2+7=9) (3+6=9) (4+5=9)

دوسری عجیب بات

دوسری عجیب بات: یہ کہ سارے ۹ کے پہاڑے میں ہر جگہ ۹ بنے گا:

(9 x 1=9) (9 x 2=18) (9 x 3=27) (9 x 4=36)

(9 x 5=45) (9 x 6=54) (9 x 7=63) (9 x 8=72)

(9 x 9=81) (9x10=90)

پس حاصلِ ضرب کو آپس میں ملائیں تو نو ہی آئے گا مثلاً: 18 میں ایک اور آٹھ ہے، آٹھ اور ایک نو، 27 میں دو اور سات ہے، دو اور سات نو، 36 میں تین اور چھ ہے، تین اور چھ نو، 45 میں چار اور پانچ ہے، چار اور پانچ نو، 54 میں پانچ اور چار ہے، پانچ اور چار نو، 63 میں چھ اور تین ہے، چھ اور تین نو، 72 میں سات اور دو ہے، سات اور دو نو، 81 میں آٹھ اور ایک ہے، آٹھ اور ایک نو، ۹۰ میں نو ہے ہی۔

تیسری عجیب بات

تیسری عجیب بات: اسی طرح جس بھی گنتی کا پہاڑا نو بار کریں گے اور اس میں آنے والے عددوں کو ملائیں گے تو جواب نو ہی آئے گا مثلاً:

12 نویں 108 1+8=9

13 نویں، 117 1+1+7=9

14 نویں 126 1+2+6=9

جس بھی گنتی کا پہاڑا نو بار کریں اور حاصل ہونے والی گنتی کو جب آپس میں ملائیں تو سب میں ۹ بنیں گے۔

چوتھی عجیب بات

چوتھی عجیب بات: نو کا عدد کسی عدد کے اندر نہیں مگر سب عدد نو کے اندر ہیں، نو میں آٹھ بھی ہے، سات بھی ہے، چھ بھی ہے، پانچ بھی ہے، چار بھی ہے، تین بھی ہے، دو بھی ہے، ایک بھی ہے۔ لیکن ایک میں نو نہیں ہے، دو میں نو نہیں ہے، تین میں نو نہیں ہے، چار میں نو نہیں ہے، پانچ میں نو نہیں ہے، چھ میں نو نہیں ہے، سات میں نو نہیں ہے، آٹھ میں نو نہیں ہے۔

ایک سے آٹھ تک دنیا اور و ما فیہا ہیں

ایسا کیوں؟ ایسا اس لئے کہ ایک سے آٹھ تک دنیا وما فیہا ہیں، پس جب ولی ذاتِ باری تعالی میں فنا ہو کر نو کا عدد بن گیا تو اس کے اندر دنیا وما فیہا آگیا، اب اگر کسی کو دنیا کی کوئی بھی چیز لینی ہے ولی کے پاس آؤ، ان سے ملے گی، کہ جس طرح نو کے پاس آٹھ بھی ہے، سات بھی ہے، چھ بھی ہے، پانچ بھی ہے، چار بھی ہے، تین بھی ہے، دو بھی ہے، ایک بھی ہے، اسی طرح ولی کے پاس اولاد، دولت، ثروت، حکومت، صدارت، وزارت، اقتدار، افتخار وغیرہ سب کچھ ہے۔

اعلی حضرت کے پاس سب کچھ ہے

اے عاشقانِ رضا! اعلی حضرت نے جب اپنے آپ کو ذات باری تعالی میں فنا کر دیا تو نو

کے عدد بن گئے، پس اعلیٰ حضرت کے پاس دنیا بھی ہے اور دنیا کے تمام علوم بھی ہیں، کسی نے کہا :"اعلیٰ حضرت کے پاس ۵۵ علوم تھے"۔ کسی نے کہا:"۱۰۵ علوم تھے"۔ کسی نے کہا:"۵۶۲ علوم تھے"۔ اب مجھے کہہ لینے دیجئے نہ ۵۵، نہ ۱۰۵، نہ ۵۶۲ بلکہ حق یہ ہے کہ دنیا میں جتنے علوم بنے اور بنائے جائیں گے، وہ سب اعلیٰ حضرت کے پاس ہیں:

(۱)علم القرآن اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۲)علمِ قرأت اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۳)علم تجوید اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۴)علم تفسیر اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۵)علم حدیث اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۶)علم تخریج اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۷)علم فقہ اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۸)علم الکلام اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۹)علم العقائد اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۰)علم البیان اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۱)علم المعانی اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۲)علم المناظرہ اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۳)فتویٰ نویسی اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۴)سیرت نگاری اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۵)علم فلسفہ اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۶)علم منطق اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۷)تنقیدات اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۸)فضائل ومناقب اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۹)علم ادب اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۲۰)علم شاعری اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۲۱)علم نثر نگاری اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۲۲)حاشیہ نگاری اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۲۳)اسماء الرجال اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۲۴)علم الاخلاق اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۲۵)روحانیت اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۲۶)تصوف اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۲۷)سلوک اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۲۸)تاریخ وسیر اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۲۹)علم جدول اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۳۰)علم صرف ونحو اعلیٰ حضرت کے پاس۔

(۳۱)علم بدیع اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۲)علم الانساب اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۳)علم الفرائض اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۴)علم ردات اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۵)پندو نصائح اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۶)مکتوبات اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۷)ملفوظات اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۸)خطبات اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۹)جغرافیہ اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۰)تجارت اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۱)شماریات اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۲)صوتیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۳)مالیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۴)اقتصادیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۵)معاشرت اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۶)طبعیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۷)معاشیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۸)ہیئت اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۹)کیمیا اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۰)معدنیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۱)فلکیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۲)نجوم اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۳)جفر اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۴)ارضیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۵)تعلیم و تعلم اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۶)علم الحساب اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۷)زیجات اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۸)زائرچہ اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۹)تعویذات اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۰)طب اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۱)ادویات اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۲)لسانیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۳)رسم الخط اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۴)جرح وتعدیل اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۵)وردو اذکار اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۶)ایمانیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۷)تکسیر اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۸)توقیت اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۹)اوفاق اعلی حضرت کے پاس۔
(۷۰)علم ریاضی اعلی حضرت کے پاس۔

(۷۱)بنکاری اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۷۲)زراعت اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۷۳)تاریخ گوئی اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۷۴)سیاسیات اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۷۵)علم الاوقات اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۷۶)ردِّ موسیقی اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۷۷)قانون اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۷۸)تشریحات اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۷۹)تحقیقات اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۸۰)علم الادیان اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۸۱)ماحولیات اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۸۲)علم الایام اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۸۳)تعبیر اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۸۴)عروض و قوانی اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۸۵)علم البر والبحر اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۸۶)علم الاوزان اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۸۷)حکمت اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۸۸)نقد و نظر اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۸۹)تعلیقات اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۹۰)موسمیات اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۹۱)شہریات اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۹۲)علم المنظر اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۹۳)نفسیات اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۹۴)صحافت اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۹۵)علم الاموال اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۹۶)عملیات اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۹۷)علم الاحکام اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۹۸)علم النور اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۹۹)مابعد الطبعیات اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۰۰)عمرانیات اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۰۱)علمِ رمل اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۰۲)لغت اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۰۳)استعارہ اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۰۴)حیاتیات اعلیٰ حضرت کے پاس۔
(۱۰۵)نباتات اعلیٰ حضرت کے پاس۔

بلکہ حق تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت علوم کی مشین تھے، جس میں کسی بھی عِلْم کا سُوال کسی بھی زبان میں ڈال دیجئے، چند منٹ کے بعد اس کا صحیح جواب حاصل کر لیجئے، چنانچہ:

بارگاہِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے ایسی مشین عطا ہوئی ہے

''تجلیاتِ امام احمد رضا'' نامی کتاب کے صفحہ نمبر ۷۸ میں لکھا ہے ایک دفعہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مولانا الحاج شاہ محمد ہدایت رسول رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور دیگر علمائے کرام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بارگاہ میں حاضر تھے، دنیا کی مشینوں کی ایجاد کا تذکرہ ہو رہا تھا، اُس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کے فضل سے بارگاہِ مُصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مجھے ایسی مشین عطا ہوئی ہے، جس میں کسی بھی عِلْم کا سُوال کسی بھی زبان میں ڈال دیجئے، چند منٹ کے بعد اس کا صحیح جواب حاصل کر لیجئے۔ مولانا ہدایت رسول صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے عرض کی: حضور وہ مشین (Machine) مجھے بھی دکھا دیجئے۔ تو امام اہلسنّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: پھر کسی موقع پر دیکھ لیجئے گا۔ لیکن انہوں نے قدموں کو پکڑ لیا اور مچل گئے کہ حضور! ہم تو اس مشین کو ابھی دیکھیں گے۔ تو اعلی حضرت نے اپنے سامنے کے بٹن کھول دیئے اور اپنے سینۂ انور کی زیارت کروائی پھر فرمایا: یہ وہ مشین ہے، جس کے بارے میں، میں نے کہا تھا، شاہ ہدایت رسول صاحب اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے سینۂ انور کو چُومتے تھے اور فرماتے تھے: صَدَقْتَ یَا وَارِثَ عُلُوْمِ رَسُوْلِ اللہِ وَیَا نَائِبَ رَسُوْلِ اللہِ یعنی اے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے علوم کے وارث اور اُن کے نائب! آپ نے سچ کہا۔ (تجلیاتِ امام احمد رضا، ص۷۸ ملخصًا)

تبھی تو میرے پیر و مرشد، شیخِ طریقت، عاشقِ اعلی حضرت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی زِیْدَ مَجْدُہٗ وَ شَرَفُہٗ وَ عِلْمُہٗ وَ عَمَلُہٗ لکھتے ہیں:

علم کا چشمہ ہوا ہے مَوجزَن تحریر میں
جب قلم تُو نے اٹھایا اے امام احمد رضا

اے امامِ اہلِ سنّت نائبِ شاہِ اُمم
کیجئے ہم پر بھی سایہ اے امام احمد رضا

ایک اور شاعر لکھتا ہے:

وادی رضا کی کوہِ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

اگلوں نے بھی لکھا ہے بہت دین پر مگر
جو کچھ ہے اس صدی میں وہ تنہا رضا کا ہے

اور سو باتوں کی ایک بات

مینارِ قصرِ رضا تو بلند کافی ہے
تم اس کے پہلے ہی زینے پہ چڑھ کے دکھلا دو

فتویٰ رضویہ تو اک کرامت ہے
ذرا حدائقِ بخشش ہی پڑھ کے دکھلا دو

اعلی حضرت رضی اللہ عنہ فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول دونوں تھے چنانچہ:

اگر کوئی میرے دل کے دو ٹکڑے کر دے

میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی میرے دل کے دو

ٹکڑے کر دے تو ایک پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) لکھا ہوا پائے گا۔ (سوانح امام احمد رضا ص ۹۶ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

تاجدارِ اہلسنّت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حُضُور مفتیٔ اعظم ہند، مولانا مصطفٰی رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنّان "سامانِ بخشش" میں فرماتے ہیں:

خدا ایک پر ہو تو اِک پر محمد
اگر قلب اپنا دو پارہ کروں میں

خدا خیر سے لائے وہ دِن بھی نوریؔ
مدینے کی گلیاں بہارا کروں میں

سونے کا مُنْفَرِد انداز

جو اللہ و رسول کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے اس کی ہر ہر ادا سے عجیب و غریب چیزیں صادر ہوتی ہیں جن کو دیکھ اور سن کر عقل والوں کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اعلی حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت کی انہیں عجیب و غریب چیزوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ سوتے وَقت ہاتھ کے اَنگوٹھے کو شہادت کی اُنگلی پر رکھ لیتے تا کہ اُنگلیوں سے لفظ اللہ بن جائے۔ یوں ہی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ پیر پھیلا کر کبھی نہ سوتے بلکہ داہنی (یعنی سیدھی) کروٹ لیٹ کر دونوں ہاتھوں کو ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پاؤں مبارَک سمیٹ لیتے، اِس طرح جسم سے لفظ محمد بن جاتا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت ج ا ص ۹۹ وغیرہ)

یہ ہیں اللہ پاک کے چاہنے والوں اور رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سچّے عاشقوں کی ادائیں۔

نامِ خُدا ہے ہاتھ میں نامِ نبی ہے ذات میں
مُہرِ غُلامی ہے پڑی لکھے ہوئے ہیں نام دو

اعلیٰ حضرت کے فنا فی الرسول ہونے کی دلیل

اے عاشقانِ رضا! اور رہی بات اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت کے فنا فی الرسول ہونے کی، تو اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حُضورِ تاجدارِ رِسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اِطاعت و غُلامی کو دل و جان سے قبول کر لیا تھا۔ اور اس میں مرتبۂ کمال کو پہنچے ہوئے تھے، اس کا اظہار آپ رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک شِعر میں اِس طرح فرمایا:

اِنہیں جانا اِنہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہِ الْحَمْد میں دُنیا سے مسلمان گیا

حُکّام کی خُوشامد سے اِجتِناب

آپ رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کبھی کسی دُنیوی تاجدار کی خوشامد کے لیے قصیدہ نہیں لکھا، حُکّام کی خُوشامد سے اِجتِناب فرماتے۔ ایک مرتبہ رِیاست نان پارہ (ضِلع بہرائچ یوپی ہند) کے نواب کی مَدح (یعنی تعریف) میں شُعَرا نے قصائد لکھے۔ کچھ لوگوں نے آپ رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے بھی گزارِش کی کہ حضرت آپ بھی نواب صاحِب کی مَدح (یعنی تعریف) میں کوئی قصیدہ لکھ دیں۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کے جواب میں ایک نعت شریف لکھی جس کا مَطلَع یہ ہے:

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گُمانِ نَقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شَمع ہے کہ دُھواں نہیں

اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں ایسے فنا تھے

اپنے آقا و مولی کے عشق میں ایسے فنا تھے کہ آپ کا تن من دھن، دل جگر، ہوش و خرد سب آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دربار میں حاضر رہتا تھا، خود فرماتے ہیں:

ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
مرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا

پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

ہمیں اے رضاؔ ترے دل کا پتا چلا بہ مشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

انداز ہی الگ تھا، جو بیان کرنے کے قابل نہیں ہے، کیفیت ہی کمال کی ہے، جس کا جواب ہی نہیں ہے۔ پھر خود ہی اپنے دل کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کبھی خَندَہ زیرِ لب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے
کبھی غم کبھی طَرب ہے نہ سبب سمجھ میں آیا
نہ اسی نے کچھ بتایا

کبھی خاک پر پڑا ہے سرِ چَرخ زیرِ پا ہے
کبھی پیشِ در کھڑا ہے سرِ بندگی جھکایا
تو قدم میں عرش پایا

اعلی حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت کا عشقِ رسول اور عشقِ مدینہ کمال درجے کا تھا ہر وقت مدینے کی یاد میں ڈوبے رہتے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ ایک مقام پر خود کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

جان و دل ہوش و خِرَد سب تو مَدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثناء

ہر وقت نبی ﷺ کی باتیں، ہر لمحے انہیں کی یادیں، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ:

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبولِ سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا ردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

اعلی حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت ساری زندگی مصطفی ﷺ کی تعریف و توصیف میں گزار دی، اور مدحتِ مصطفی ﷺ میں رطب اللسان رہے، کبھی مصطفی ﷺ کی تعریف میں عرض کرتے ہیں:

سرور کہوں کہ مالک و مَولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زَیبا کہوں تجھے

تیرے تو وَصف عیب تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہُوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
کہہ لے گی سب کچھ اُن کے ثناخواں کی خامُشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضاؔ نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

اور وجد میں آکر بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں: میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! کائنات اوراس میں بسنے والی تمام اشیا کو آپ ہی کی خاطر پیدا کیا گیا ہے، ہماری زبانیں، ہماری زندگیاں، ہمارا اس دنیا میں آنا سب آپ ہی کے کرم کا صدقہ ہے اور بروزِ محشر بھی اِنْ شَآءَ اللہ آپ ہی کی شانِ یکتائی دیکھنے کیلئے اُٹھیں گے۔

دَہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے
صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لِوا کے تلے ثنا میں کھلے رضاؔ کی زباں تمہارے لئے

اعلیٰ حضرت واقعی میں فنا فی الرسول تھے

مَشائخِ زمانہ کی نظروں میں آپ رَحْمَۃُاللہِ تعالیٰ علیہ واقعی فَنافِی الرَّسُول تھے۔ اکثر فِراقِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں غمگین رہتے اور سَرد آہیں بھرا کرتے۔ پیشہ وَر گستاخوں کی گُستاخانہ عبارات کو دیکھتے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جَھڑی لگ جاتی اور پیارے

مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حمایت میں گستاخوں کا سختی سے رَدّ کرتے تاکہ وہ جُھنجھلا کر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللہِ تعالیٰ علیہ کو بُرا کہنا اور لکھنا شُروع کردیں۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ تعالیٰ علیہ اکثر اس پر فَخر کیا کرتے کہ باری تعالیٰ نے اِس دَور میں مجھے ناموسِ رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لیے ڈھال بنایا ہے۔ طریقِ استِعمال یہ ہے کہ بدگویوں کا سختی اور تیز کلامی سے رَد کرتا ہوں کہ اِس طرح وہ مجھے بُرا بھلا کہنے میں مصروف ہو جائیں۔ اُس وَقت تک کیلئے آقائے دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شان میں گستاخی کرنے سے بچے رہیں گے۔ حدائقِ بخشش شریف میں فرماتے ہیں:

کروں تیرے نام پہ جاں فِدا نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

دورانِ میلاد بیٹھنے کا انداز

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرحمٰن محفلِ مِیلاد شریف میں ذِکرِ ولادت شریف کے وَقْت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے باقی شروع سے آخِر تک اَدَباً دوزانو بیٹھے رہتے۔ یوں ہی وَعظ فرماتے، چار پانچ گھنٹے کامل دو زانو ہی مِنبر شریف پر رہتے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت ج۱ ص۹۸)

کاش! ہم غلامانِ اعلیٰ حضرت کو بھی تِلاوت قرآن کرتے یا سنتے وَقت نیز اجتِماعِ ذکر ونعت، سنّتوں بھرے اجتِماعات، مَدَنی مذاکرات، درس ومَدَنی حلقوں وغیرہ میں اَدَباً دوزانو بیٹھنے کی سعادت مل جائے۔

تعارفِ اعلیٰ حضرت

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرحمٰن کی ولادتِ باسعادت بریلی شریف کے مَحَلّہ جَسولی میں ۱۰ شَوّالُ الْمُکَرّم ۱۲۷۲ھ بروزِ ہفتہ بوقتِ ظُہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی۔ سَنِ پیدائش کے اِعتبار سے آپ کا نام اَلْمُختار (۱۲۷۲ھ) ہے۔(حیاتِ اعلیٰ حضرت ج ا ص ۵۸ مکتبۃ المدینہ بابُ المدینہ کراچی)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللّٰہِ تعالیٰ علیہ نے اپنی وفات سے **۴ماہ ۲۲** دن پہلے خود اپنے وِصال کی خبر دے کر پارہ۲۹ سورۃ الدھر کی آیت۱۵ سے سالِ انتِقال کا استخراج فرمادیا تھا۔(سوانحِ امام احمد رضا ص ۳۸۴)

۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابِق ۲۸، اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعہ کے دن ہندوستان کے وَقت کے مطابِق ۲ بج کر ۳۸ مِنَٹ پر، عَین اذانِ جُمعہ کے وَقت اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرحمٰن نے داعیٔ اَجل کو لبیّک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن○ آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تعالیٰ علیہ کا مزار پُرانوار مدینۃ المرشد بریلی شریف میں آج بھی زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

دعا

اللہ الرحمٰن، کی بار گاہِ عالیشان، میں بندۂ ناقص و ناتمام، بعجز و احترام، بواسطۂ سرورِ ذیشان، عرض گزار ہے کہ ربِّ کریم ہمیں نارِ جحیم، سے نجات عطا کرے، اور اولیائے کاملین کی غلامیٔ دلنشین میں استقامت عطا فرمائے، فیضانِ اعلیٰ حضرت سے مالا مال فرمائے۔ آج کی محفل میں کئے جانے والے تمام اعمالِ حسنہ کا ثواب اعلیٰ حضرت کی روحِ پاک کو عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

تاریخِ تکمیل: 29 SEP 2021 بروز بدھ

☆...☆...☆...☆...☆...☆

منقبتِ اعلیٰ حضرت

قلبِ سنّی ہمیشہ کہے گا اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا
ڈنکا ان کا بجا ہے بجے گا، اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

جو کہ اللہ کے پیارے ولی ہیں، ہر طرف دھوم ان کی مچی ہے
ذکر ان کا نہ ہرگز رکے گا، اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

ان کی تعریف کرتے رہیں گے، ان پہ مرتے ہیں مرتے رہیں گے
ان کا دیوانہ کیسے مٹے گا، اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

فیضِ غوثُ الوری بھی ملا ہے، اور فیضانِ خواجہ ملا ہے
فیض کا دریا ہر دم بہے گا، اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

ہیں نقی خان کے وہ دلارے، اور علماء کے بے شک وہ پیارے
کوئی ان سا بنا نہ بنے گا، اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

عشق و الفت کا نعرہ لگایا، آج بیخود جو میں نے سنایا
یہ ترانہ زمانہ پڑھے گا، اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

وسیم بیخود مانڈلوی
مانڈل ضلع بھیلواڑہ (راجستھان)



شرح نور الایضاح
آسان خطبات محرم
آسان فرض علوم
कुसूर किस का
आसान हनफ़ी नमाज़
تدریس کے 26 طریقے
رفیق التدریس
आला हज़रत का चर्चा रहेगा
نصاب مسائل نماز